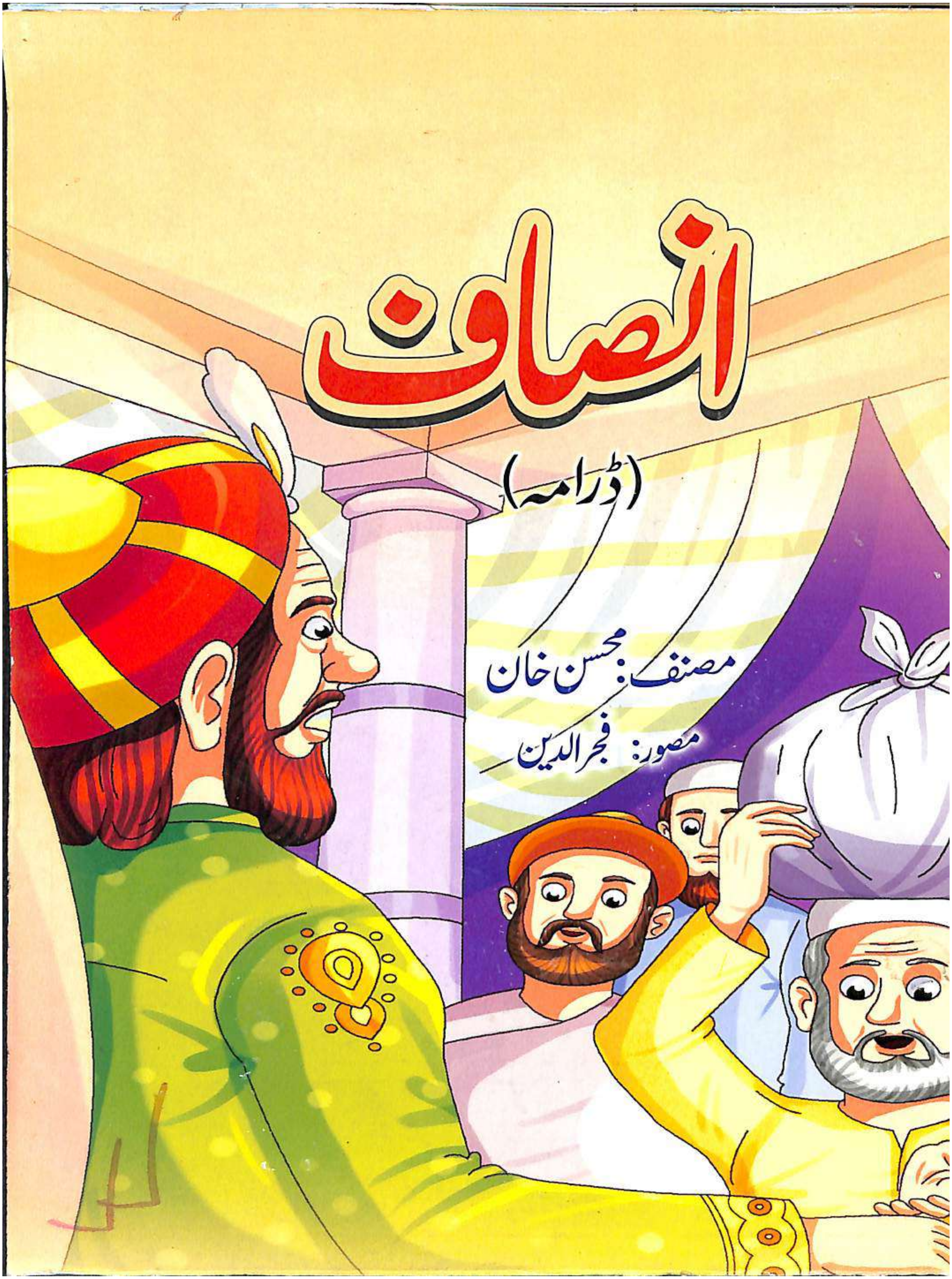
انصاف

(ڈرامہ)

مصنف: محسن خان

مصور: فخرالدین



© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

پہلی اشاعت	:	2016
تعداد	:	2000
قیمت	:	-/25 روپے
سلسلۂ مطبوعات	:	1908

INSAAF (Drama)

by: Mohsin Khan

ISBN:978-93-5160-149-4

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی، 110025
فون نمبر: 49539000 فیکس: 49539099

شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک 8، آر کے پورم، نئی دہلی، 110066 فون نمبر: 26109746 فیکس: 26108159

ای میل: urducouncil@gmail.com ای میل: ncpulsaleunit@gmail.com

ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in

طابع: سلاسارامیجنگ سسٹمس، C-7/5، لارنس روڈ، انڈسٹریل ایریا، نئی دہلی۔ 110035

اس کتاب کی چھپائی میں 130GSM, Art Paper استعمال کیا گیا ہے۔



کردار

- ہادی (ایک مسافر)
- امیر علی (دوسرا آدمی)
- انصار (ایک نیک اور ایماندار آدمی)
- مہاراجہ
- داروغہ
- درباری
- سپاہی

پہلا منظر

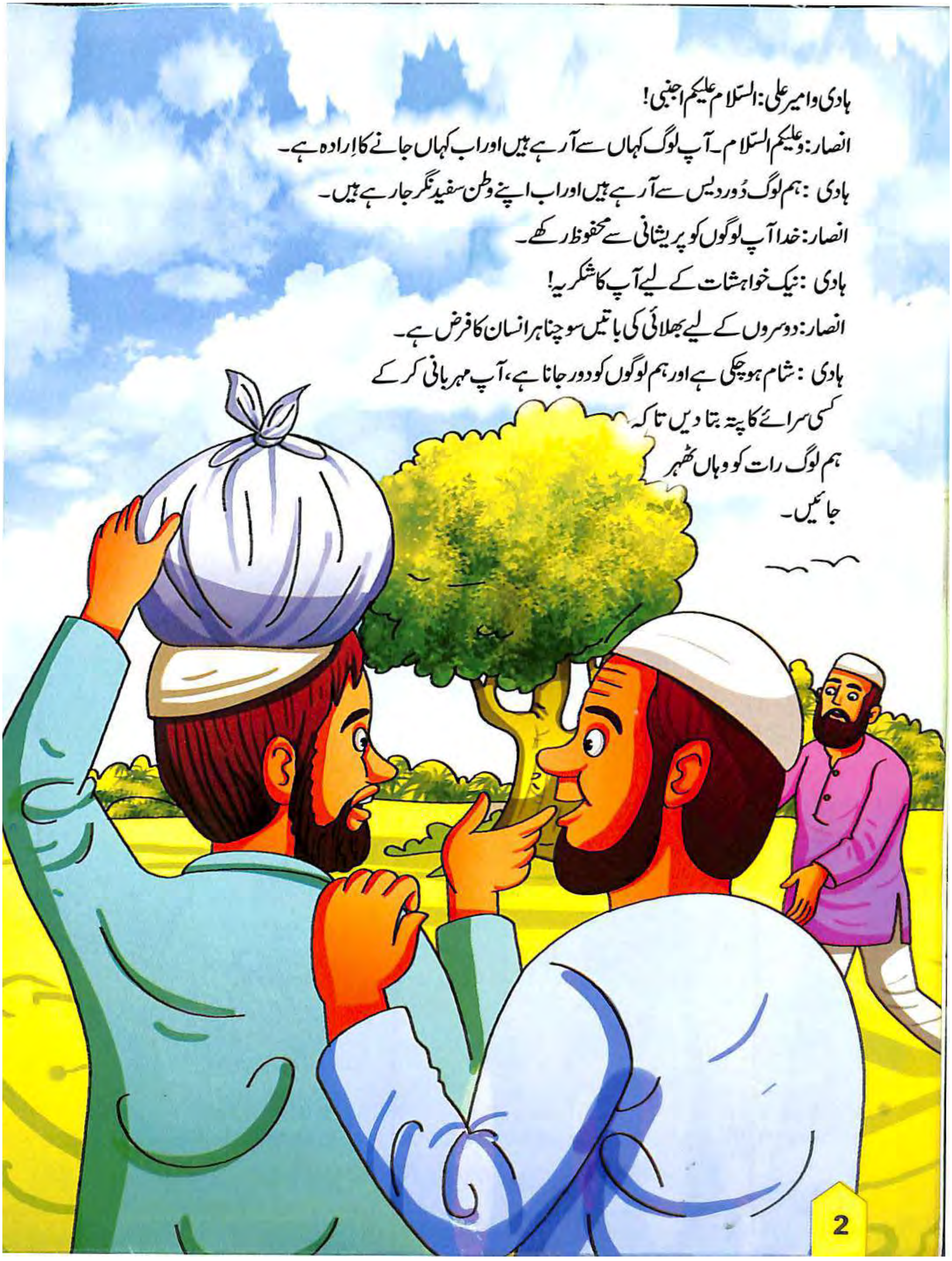
(شام کا وقت ------- ہادی اور امیر علی تیز تیز چلتے ہوئے جا رہے ہیں۔ ہادی کے سر پر بڑی سی گٹھری رکھی ہے)

ہادی: ابھی ہم لوگوں کو بہت دُور جانا ہے۔

امیر علی: معلوم ہوتا ہے رات ہو جائے گی اور ہم لوگوں کو کسی سرائے میں رُکنا پڑے گا۔

ہادی: دُور دُور تک کوئی سرائے نظر نہیں آتی ہم لوگ رات میں کہاں رُکیں گے (ٹھٹھک کر) وہ دیکھو ایک آدمی نظر آ رہا ہے۔ اس سے سرائے کا پتہ معلوم ہو جائے گا۔

امیر علی: ہاں۔ شاید وہ اسی طرف آ رہا ہے۔ (انصار دونوں کے قریب آتا ہے)



ہادی وامیر علی: السّلام علیکم اجنبی!

انصار: وعلیکم السّلام۔ آپ لوگ کہاں سے آرہے ہیں اور اب کہاں جانے کا اِرادہ ہے۔

ہادی : ہم لوگ دُور دیس سے آرہے ہیں اور اب اپنے وطن سفید نگر جا رہے ہیں۔

انصار: خدا آپ لوگوں کو پریشانی سے محفوظ رکھے۔

ہادی : نیک خواہشات کے لیے آپ کا شکریہ!

انصار: دوسروں کے لیے بھلائی کی باتیں سوچنا ہر انسان کا فرض ہے۔

ہادی : شام ہو چکی ہے اور ہم لوگوں کو دور جانا ہے، آپ مہربانی کر کے کسی سرائے کا پتہ بتا دیں تا کہ ہم لوگ رات کو وہاں ٹھہر جائیں۔

انصار: آپ لوگوں کا یہ فیصلہ بالکل ٹھیک ہے، چونکہ ابھی آپ لوگوں کو ایک ایسی بستی سے گزرنا ہے جو لٹیروں کی بستی کہلاتی ہے اس بستی میں بڑے خطرناک لٹیرے رہتے ہیں۔ اس لیے سرائے میں ٹھہر جائیے۔ بلکہ میرے گھر چلیے میرا گھر یہاں سے دُور نہیں ہے۔

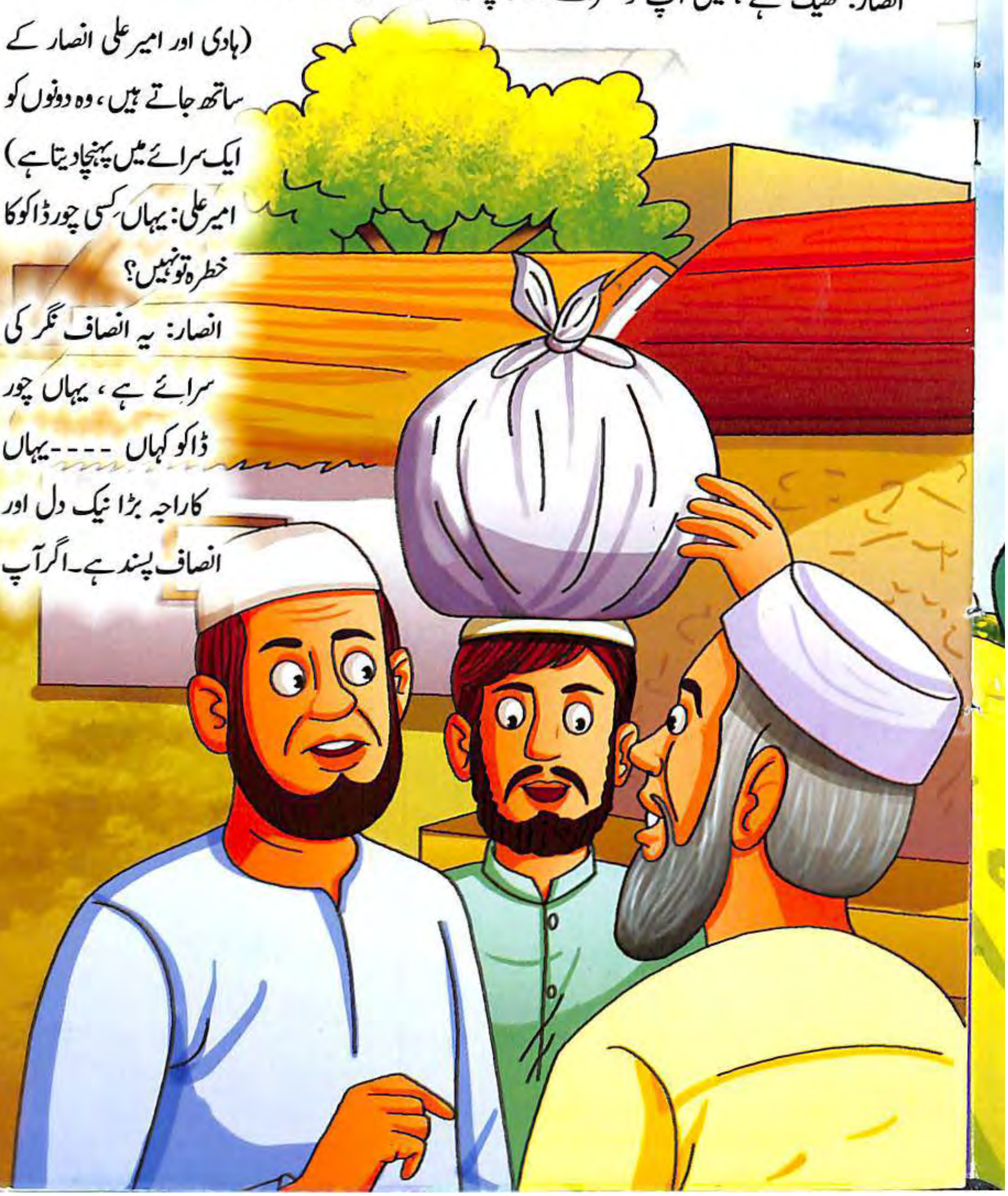
امیر علی: آپ کی محبت سر آنکھوں پر، لیکن ہم لوگ سرائے میں ہی ٹھہرنا چاہتے ہیں۔

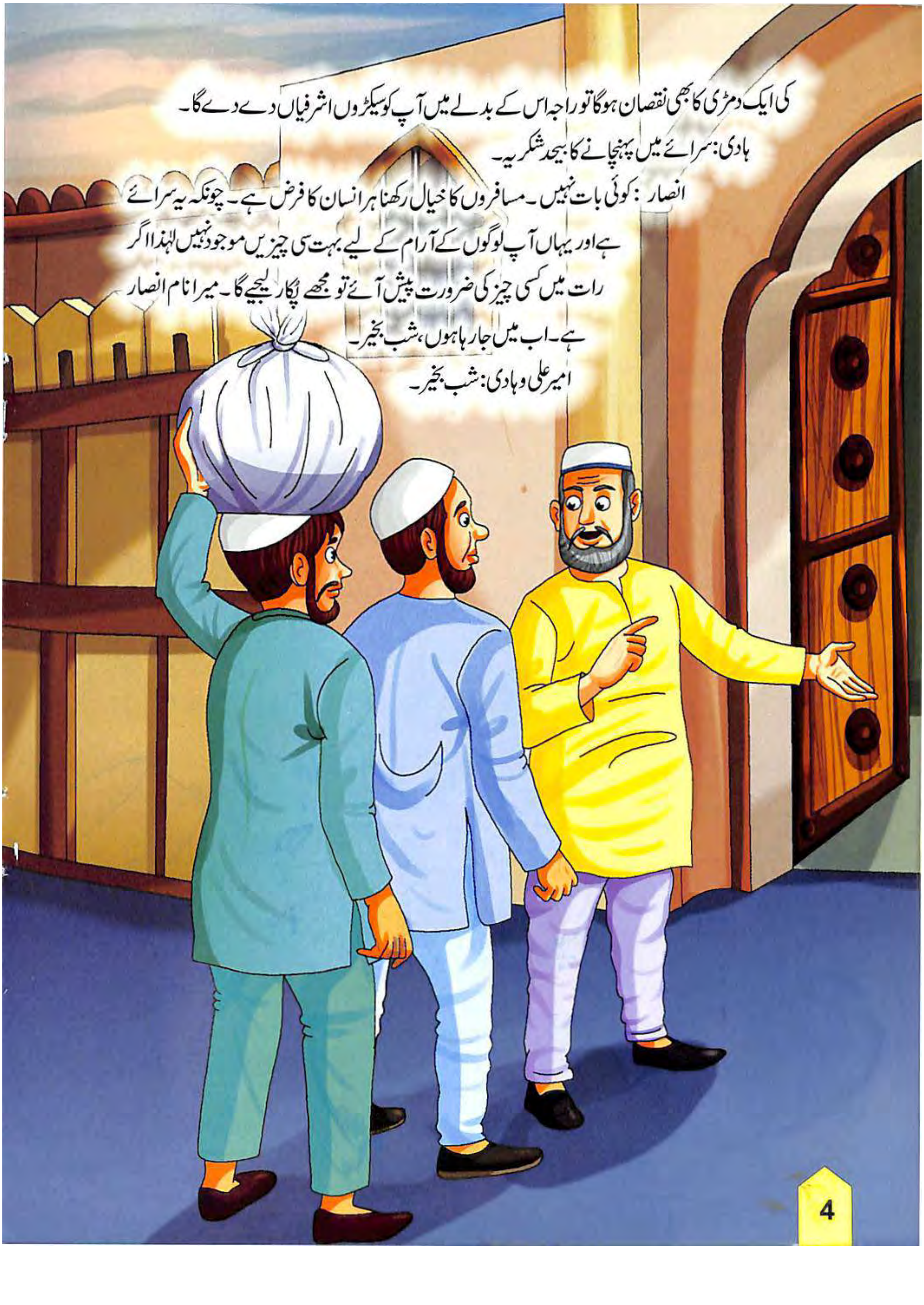
انصار: ٹھیک ہے، میں آپ کو سرائے تک پہنچا دیتا ہوں۔ آئیے میرے ساتھ۔

(ہادی اور امیر علی انصار کے ساتھ جاتے ہیں، وہ دونوں کو ایک سرائے میں پہنچا دیتا ہے)

امیر علی: یہاں کسی چور ڈاکو کا خطرہ تو نہیں؟

انصار: یہ انصاف نگر کی سرائے ہے، یہاں چور ڈاکو کہاں ---یہاں کا راجہ بڑا نیک دل اور انصاف پسند ہے۔ اگر آپ





کی ایک دمڑی کا بھی نقصان ہوگا تو راجہ اس کے بدلے میں آپ کو سیکڑوں اشرفیاں دے دے گا۔

ہادی: سرائے میں پہنچانے کا بیحد شکریہ۔

انصار : کوئی بات نہیں۔ مسافروں کا خیال رکھنا ہر انسان کا فرض ہے۔ چونکہ یہ سرائے ہے اور یہاں آپ لوگوں کے آرام کے لیے بہت سی چیزیں موجود نہیں لہٰذا اگر رات میں کسی چیز کی ضرورت پیش آئے تو مجھے پُکار لیجیے گا۔ میرا نام انصار ہے۔ اب میں جا رہا ہوں، شب بخیر۔

امیر علی و ہادی: شب بخیر۔

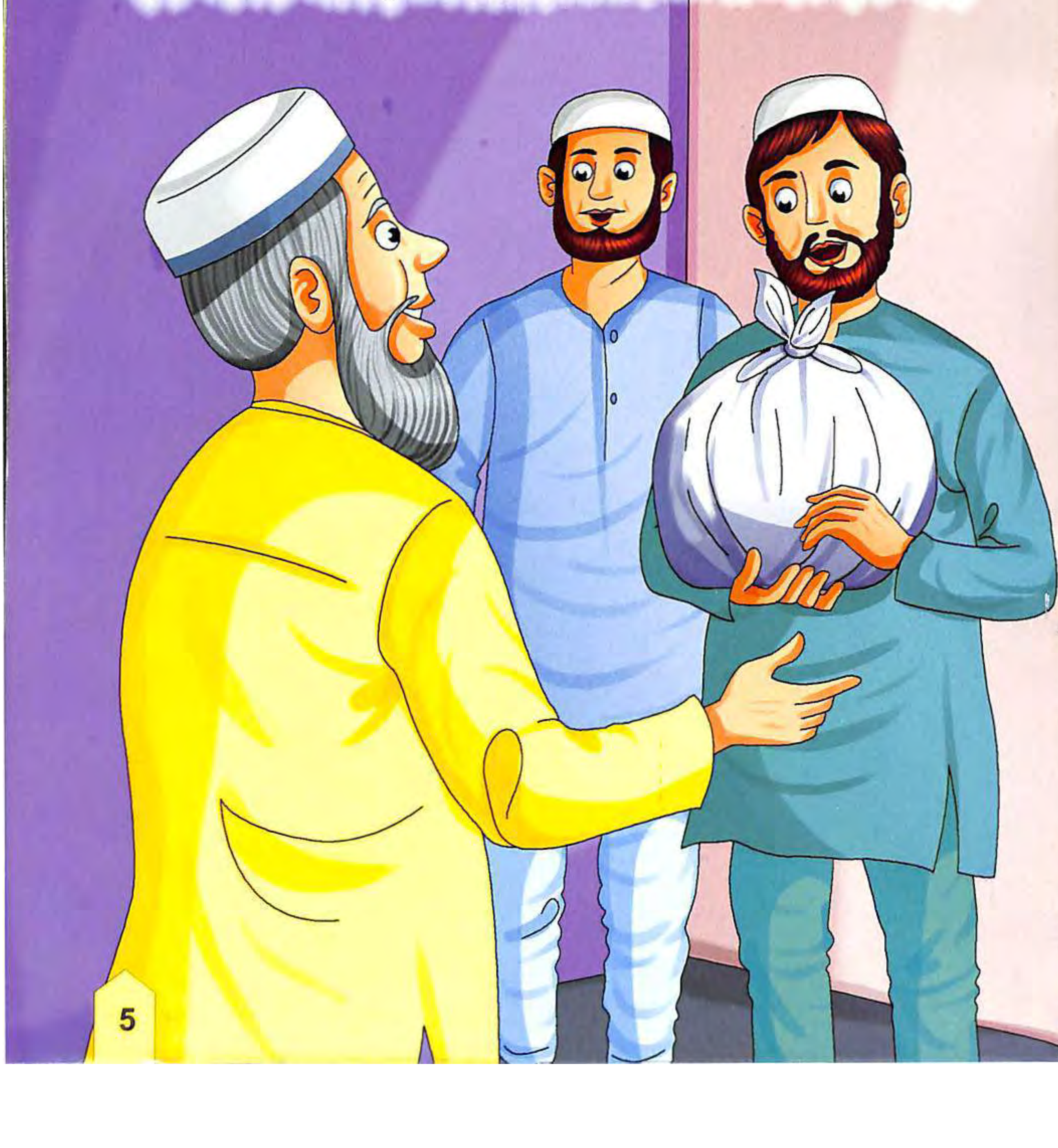
(انصار کے جانے کے بعد دونوں اِدھر اُدھر دیکھتے ہیں۔ سرائے میں اندھیرا اور خاموشی ہے)

امیر علی: پتہ نہیں اس اجنبی نے صحیح جگہ پہنچایا ہے یا غلط جگہ پہنچا دیا؟

ہادی : آدمی تو اچھا معلوم ہو رہا ہے۔

امیر علی: کیا پتہ اس کا گھر یہاں نہ ہو، اس نے جھوٹ بولا ہو۔

ہادی : لیکن ہم کر بھی کیا سکتے ہیں سوائے اس کے کہ رُک جائیں یا یہاں سے چلے جائیں۔ سفر میں زیادہ خطرہ ہے،



اس لیے یہیں رُکتے ہیں خدا کو جو منظور ہے وہ ہو کر ہی رہے گا۔

(ذرا دیر کے بعد انصار آتا ہے اس کے ایک ہاتھ میں چراغ اور دوسرے میں طشتری ہے، طشتری میں کھانا ہے)

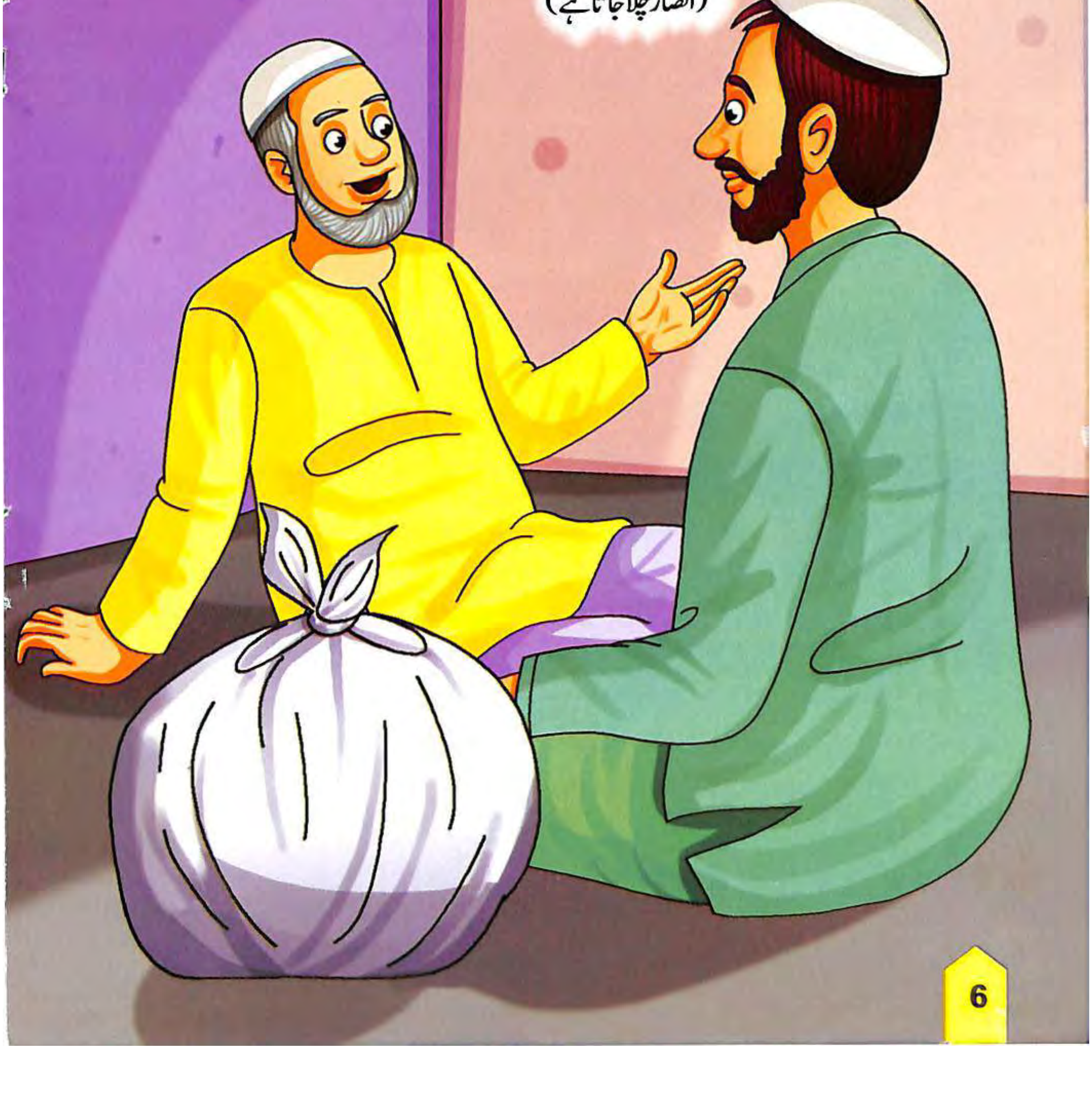
انصار: بھئی معاف کیجیے گا، اس وقت جلدی میں اپنی حیثیت کے مطابق جو کچھ میسّر تھا آپ کے لیے حاضر ہے۔

امیر علی: کھانا تو ہم لوگوں نے راستے میں ہی کھالیا تھا۔

ہادی : ہم لوگ چلتے چلتے اس قدر تھک گئے ہیں کہ اب کھانا کھانے کو جی نہیں چاہ رہا ہے۔

انصار: خیر، رات کو بھوک لگے تو کھا لیجیے گا۔ اچھّا تو میں چلتا ہوں۔ صبح ملاقات ہوگی۔

(انصار چلا جاتا ہے)



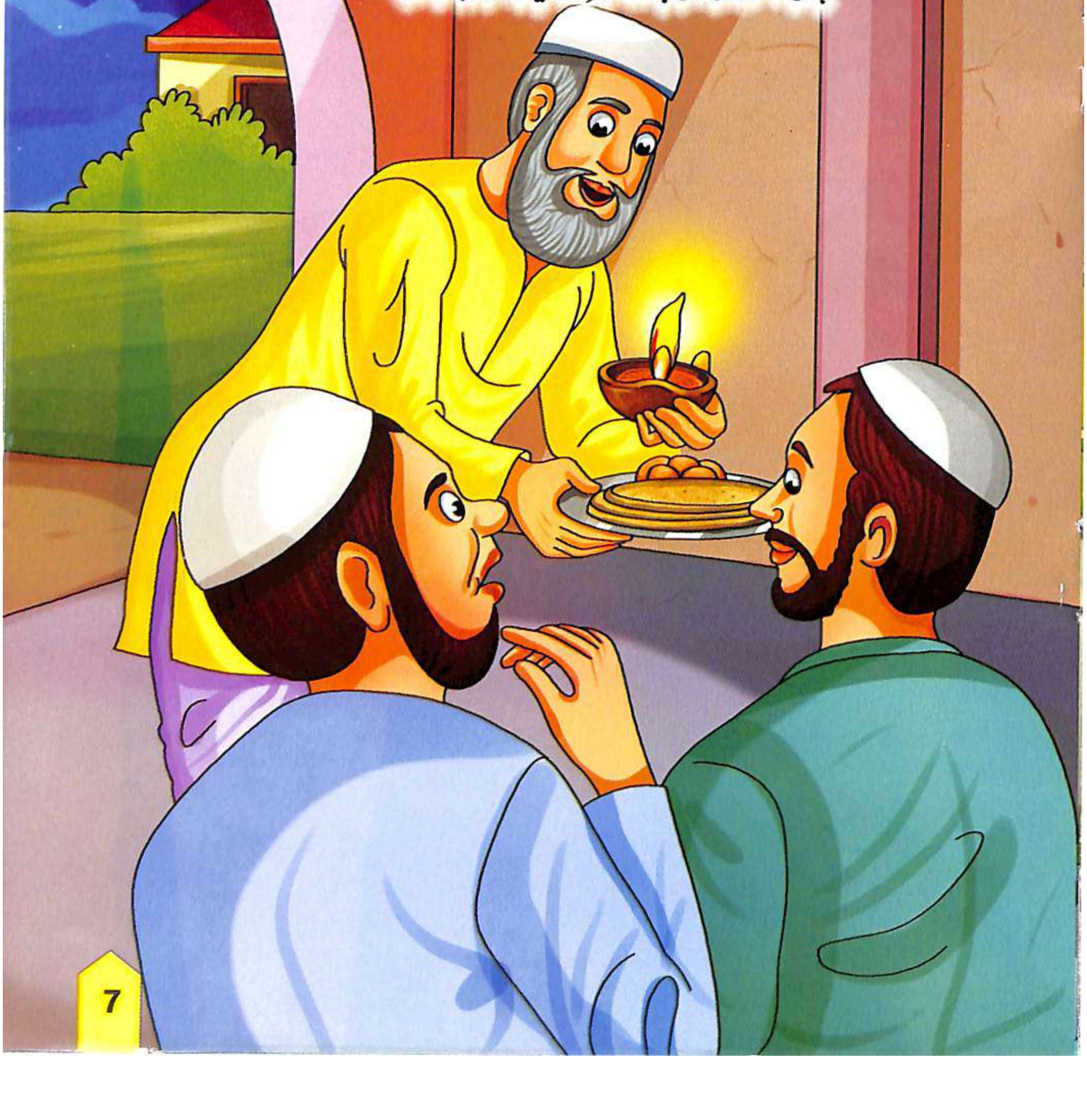
امیر علی: کیا پتہ اس نے کھانے میں زہر مِلا دیا ہوتا کہ جب ہم لوگ کھانا کھانے کے بعد مر جائیں تو وہ ہماری گٹھری اُٹھا لے جائے۔

ہادی : مجھے تو اس کے دل میں کوئی کھوٹ نظر نہیں آئی، میں تو کھانا کھاؤں گا۔

(ہادی کھانا کھاتا ہے، امیر علی کچھ سوچنے لگتا ہے)

امیر علی: تم سو جاؤ میں جاگتا رہوں گا۔

ہادی : سو کیوں نہیں جاتے، میرے خیال میں یہاں کوئی



خطرہ نہیں اور کوئی بات نہیں اور کوئی بات ہوگی تو اجنبی کو پکار لیں گے۔

امیر علی: سب سے زیادہ خطرہ تو اُسی سے ہے اس لیے میں نہیں سوؤں گا۔

ہادی: میں تو سوؤں گا۔

(ہادی سو جاتا ہے۔امیر علی گٹھری دبوچے بیٹھا رہتا ہے)



دوسرا منظر

(صبح کا وقت --------ہادی سو رہا ہے۔ امیر علی خوب زور زور سے چلاتا ہے)

امیر علی: ہائے میری گٹھری، ہائے میری گٹھری چُرا لے گیا۔ میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ وہ ٹھگ ہے ٹھگ۔

ہادی: (ہڑ بڑا کے اُٹھتا ہے) کیا ہُوا، کیا ہُوا؟

امیر علی: ارے وہی ہُوا جس کا مجھے ڈر تھا۔ رات کو مجھے ذرا سی جھپکی آ گئی اور وہ ٹھگ جسے تم نیک انسان کہہ رہے تھے۔ چُپکے سے گٹھری اُٹھا لے گیا۔ ہائے میری گٹھری، ہائے میرے پیسے۔ کن مشکلوں سے جمع کیے تھے اتنے پیسے۔ (امیر علی خوب روتا ہے)

ہادی: تمھارے تو صرف پیسے ہی تھے میں تو بیوی کے لیے زیور بھی لیے جا رہا تھا۔ اب گھر جا کر اُسے کیا مُنہ دکھاؤں گا۔

(ہادی بھی خوب روتا ہے)

امیر علی: کہہ رہا تھا میرا گھر قریب ہی ہے رات میں کوئی پریشانی ہو تو پُکار لینا اور خود ہی پریشان کر گیا۔

ہادی: چلو گھر چل کر اس کو پکڑتے ہیں۔

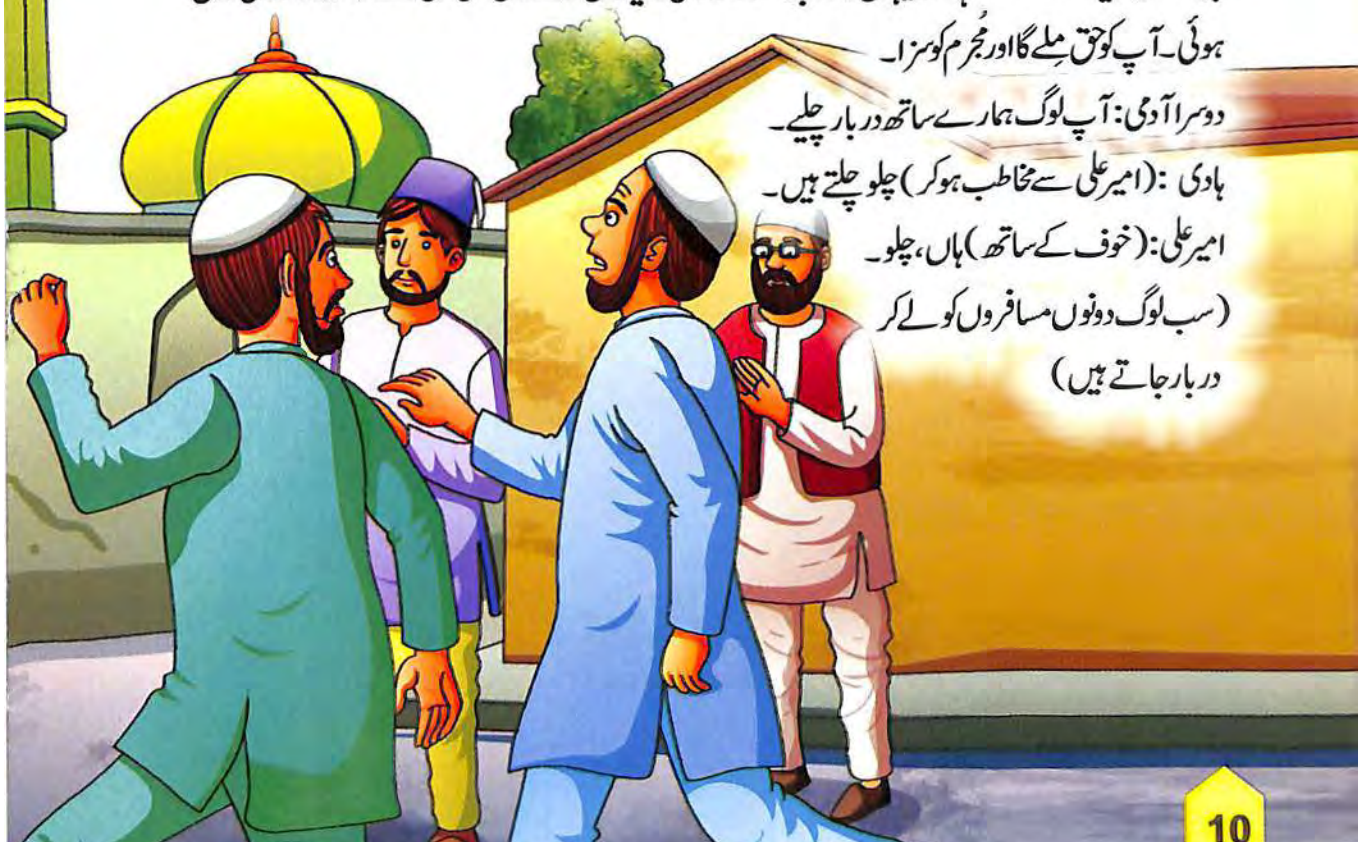
امیر علی: (گھبرا کے) اب اس کے پاس جانے کے بجائے یہاں سے نکل بھاگنا چاہیے ورنہ وہ ہم لوگوں کو قتل کر دے گا تا کہ ہم لوگ مہاراجہ سے شکایت نہ کر سکیں۔ چلو دربار چل کر مہاراجہ سے شکایت کرتے ہیں۔

ہادی: ہاں، چلو دربار چلتے ہیں۔

(دونوں بھاگتے ہوئے ایک طرف کو جاتے ہیں۔ راستے میں اُنھیں کچھ لوگ ملتے ہیں)



پہلا آدمی: آپ لوگ بھاگ کیوں رہے ہیں؟
امیر علی: تا کہ وہ ہم لوگوں کو قتل نہ کر سکے۔
دوسرا آدمی: آپ لوگوں کو کون قتل کرے گا؟
امیر علی: جس نے ہماری گٹھری چُرائی ہے۔
پہلا آدمی: انصار نام کے ایک آدمی نے جو سرائے کے پاس رہتا ہے۔
(دیکھتے دیکھتے وہاں بہت سے لوگ جمع ہو جاتے ہیں)
پہلا آدمی: (سب لوگوں سے مخاطب ہو کر) بھائیو! ایک انوکھی بات سُنیے۔ یہاں انصاف نگر میں، کسی نے ان مسافروں کی گٹھری چُرائی ہے اور یہ لوگ اس ڈر سے بھاگ رہے ہیں کہ گٹھری چور کہیں انھیں قتل نہ کر دے۔
تیسرا آدمی: یہ نہیں ہوسکتا، ان لوگوں کو وہم ہُوا ہے۔
چوتھا آدمی: انصاف نگر میں چوری.............. یہ نہیں ہوسکتا۔
پانچواں آدمی: اگر ان لوگوں کی بات سچ ہے تو ہم لوگ ان کو دربار لے چلتے ہیں۔ مہاراجہ انصاف کریں گے۔
امیر علی: ایسے ملک کا راجہ بھلا کیا انصاف کرے گا جہاں مسافروں کی گٹھریاں چُرالی جاتی ہوں۔
پہلا آدمی: یہ انصاف نگر ہے اور یہاں کا راجہ منصف، اسی لیے اس ملک میں کبھی کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہوئی۔ آپ کو حق مِلے گا اور مُجرم کو سزا۔
دوسرا آدمی: آپ لوگ ہمارے ساتھ دربار چلیے۔
ہادی: (امیر علی سے مخاطب ہو کر) چلو چلتے ہیں۔
امیر علی: (خوف کے ساتھ) ہاں، چلو۔
(سب لوگ دونوں مسافروں کو لے کر دربار جاتے ہیں)



تیسرا منظر

(دربار لگا ہے۔ مہاراجہ اونچی مسند پر بیٹھا ہے۔ دو درباری مہاراجہ کے دونوں طرف کھڑے مورچھل ہِلا رہے ہیں۔ سامنے امیر علی، ہادی اور انصاف نگر کے کئی باسی کھڑے ہیں ان کے اطراف سپاہی بھالے اور تلواریں لیے مستعدی کے ساتھ کھڑے ہیں)

مہاراجہ: یہ لوگ کون ہیں اور کِس لیے آئے ہیں؟

سپاہی: مہاراجہ! یہ دونوں سفید نگر کے باسی ہیں۔ دور دیس سے روپیہ کما کر اپنے وطن جا رہے تھے، انصاف نگر سے گزرتے ہوئے شام ہوگئی تو یہ لوگ سرائے میں ٹھہر گئے اور رات کو کوئی ان کی گٹھری چُرا لے گیا۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کی گٹھری میں بہت پیسے اور زیورات تھے۔

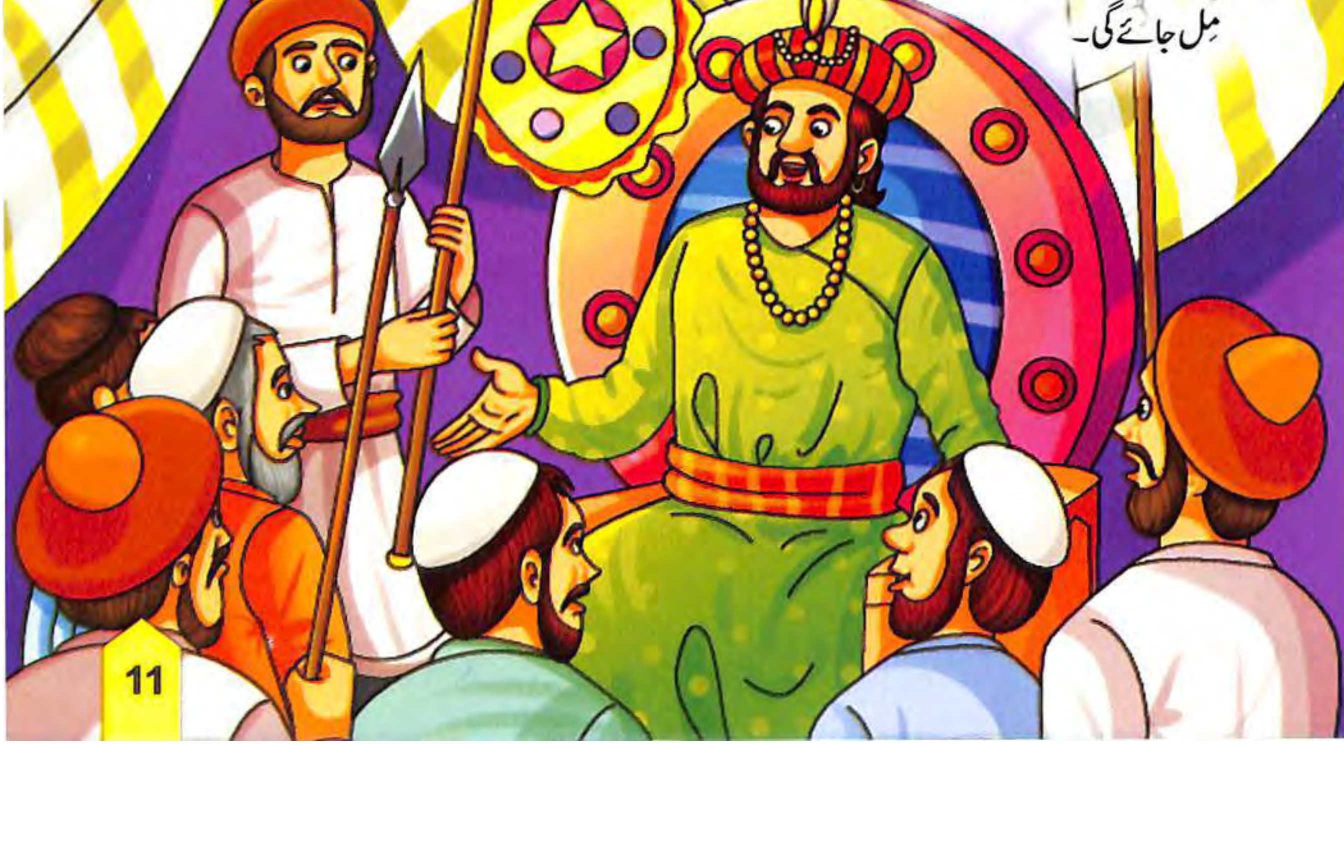
مہاراجہ: (فکرمندی کے ساتھ) ہُوں، تو انصاف نگر میں چوری ہوئی ہے۔

سپاہی: جی ہاں حضور چوری ہوئی ہے۔

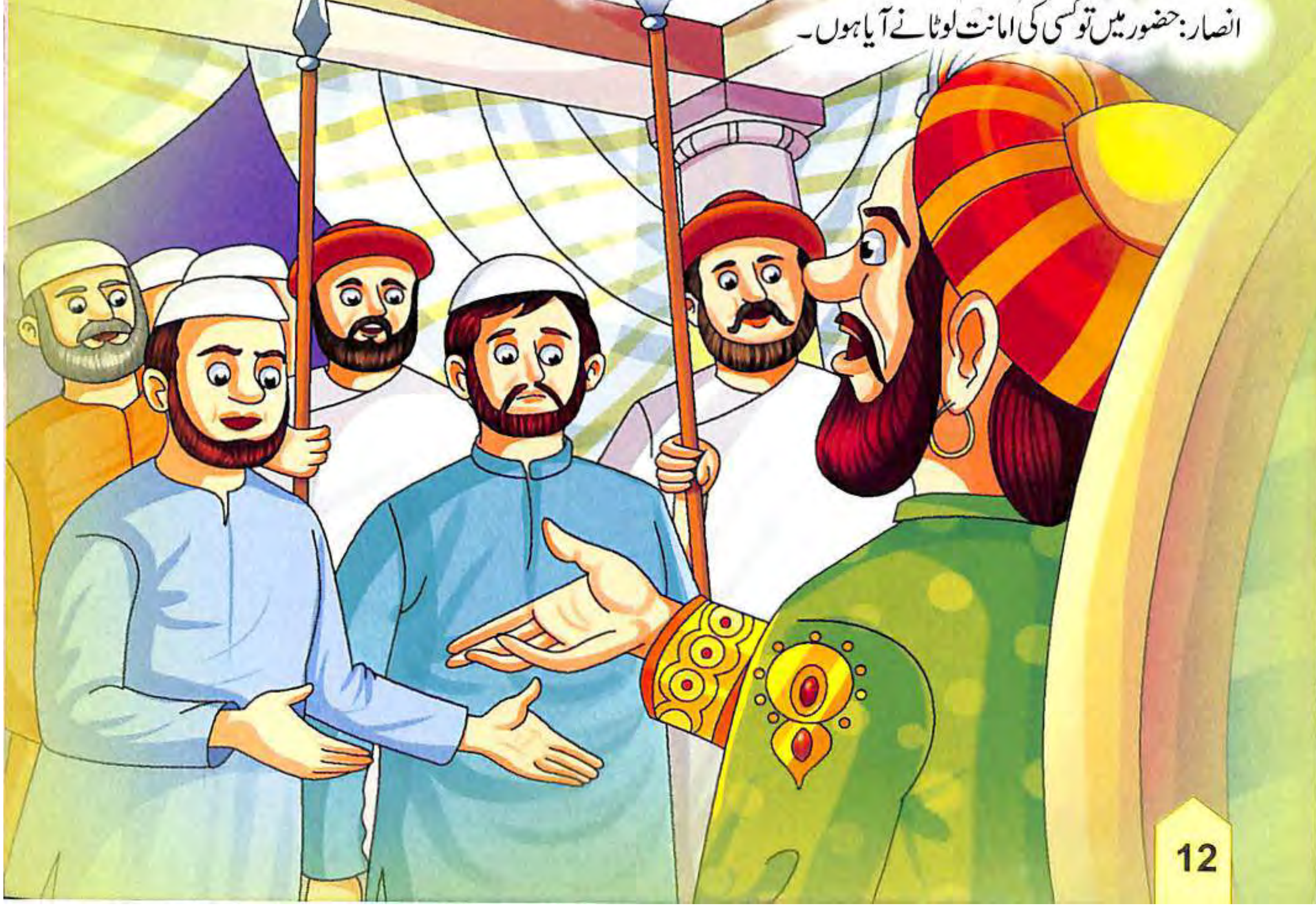
امیر علی: حضور! ہم لُٹ گئے برباد ہوگئے (روتا ہے)

ہادی: ہماری محنت کی کمائی ذرا سی دیر میں چوری ہوگئی۔ اب ہم کِس دل سے اپنے گھروں کو جائیں۔

مہاراجہ: آپ لوگ اطمینان رکھیں، آپ کو گٹھری واپس مِل جائے گی۔



امیر علی: سرائے کے پاس انصار نام کا ایک آدمی رہتا ہے اسی نے ہم لوگوں کو سرائے کا پتہ بتایا تھا۔
ہادی : اسی نے سرائے میں روشنی کا انتظام کیا تھا۔ اور کھانا بھی کھِلایا تھا۔
امیر علی: حضور! مجھے پورا یقین ہے کہ چوری اسی نے کی ہے۔
مہاراجہ: (سپاہی سے مخاطب ہوکر) انصار نام کے آدمی کو حاضر کیا جائے۔
سپاہی: جی حضور! ابھی حاضر کرتا ہوں۔
(سپاہی تیز تیز قدموں سے جانے لگتا ہے اسی وقت ایک دوسرا سپاہی دوڑتا ہوا آتا ہے اور باہر جاتے ہوئے سپاہی سے کچھ کہتا ہے۔)
سپاہی: انصار نام کا ایک آدمی آپ کے پاس آیا ہے۔ اس کے سر پر گٹھری رکھی ہے۔
مہاراجہ: اسے حاضر کیا جائے۔
(سپاہی باہر جاتا ہے پھر واپس آتا ہے اس کے ساتھ انصار ہے وہ سر پر رکھی ہوئی گٹھری کو فرش پر رکھ دیتا ہے)
ہادی : ہاں یہ وہی آدمی ہے۔
امیر علی: حضور اسے اُلٹا لٹکوا دیجیے۔
مہاراجہ: (انصار سے مخاطب ہوکر) توتم اپنی غلطی کا اعتراف کرنے آئے ہو؟
انصار: حضور میں تو کسی کی امانت لوٹانے آیا ہوں۔



مہاراجہ: پہلے امانت چُرا کر لے گئے اور اب لوٹانے آئے ہو؟

انصار: حضور گٹھری میں نے نہیں، اس آدمی نے چُرائی تھی جو مجھ سے پہلے دربار میں حاضر ہو چُکا ہے۔

(دربار میں موجود تمام لوگ حیرت بھری نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں)

مہاراجہ: (سب کی طرف دیکھ کر) وہ مجرم کون ہے، جو دیدہ دلیری کے ساتھ دربار میں حاضر ہو چُکا ہے اور مجھے خبر بھی نہیں ہوئی ہے؟

انصار: نہ صرف دربار میں حاضر ہو چُکا ہے، بلکہ گٹھری چُرانے والے کے لیے سزا کی بھی تجویز پیش کر رہا ہے۔

مہاراجہ: (خفگی کے ساتھ) صاف صاف بتاؤ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟

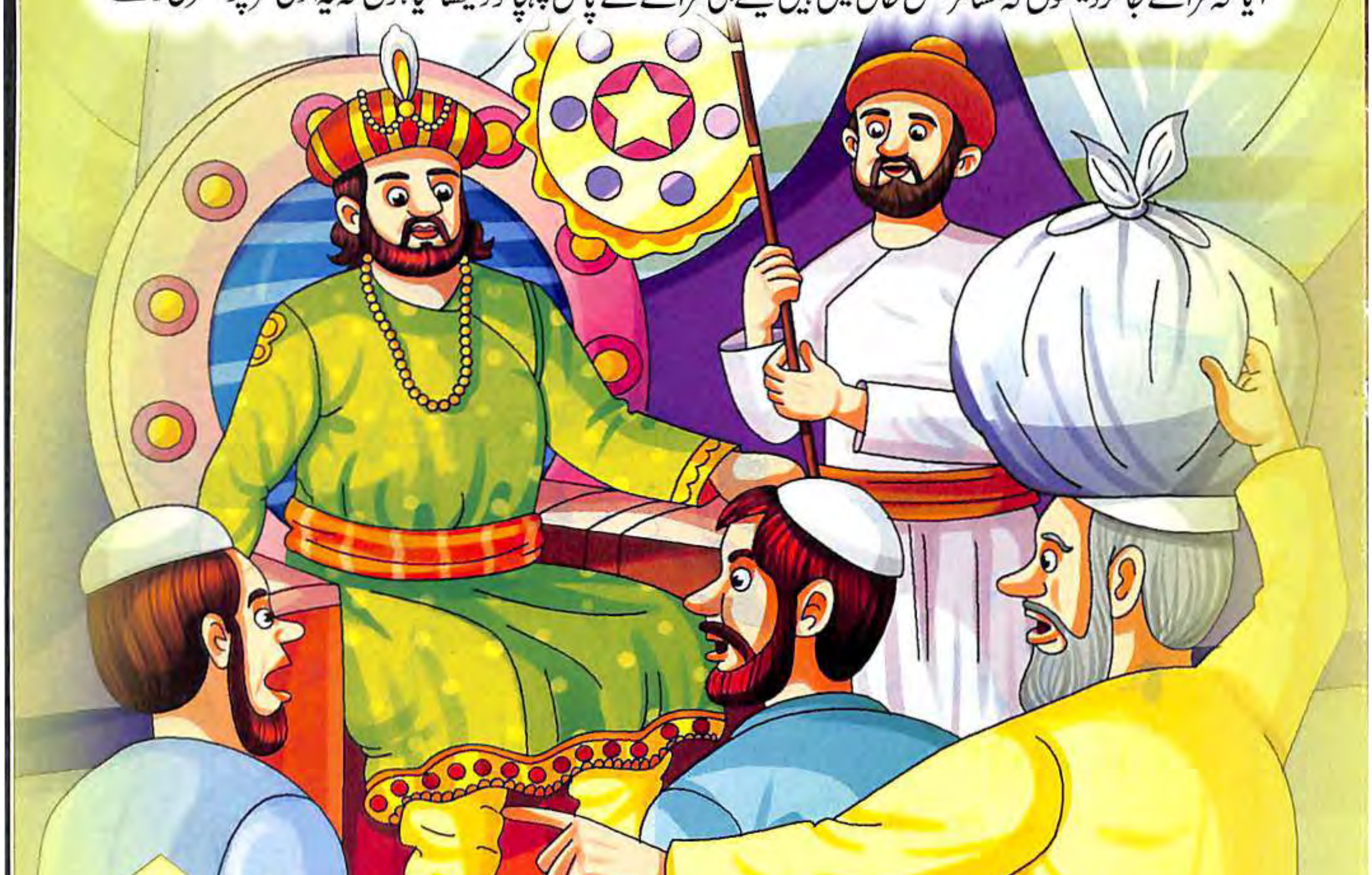
انصار: حضور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گٹھری میں نے نہیں، اس آدمی نے چُرائی تھی۔ (امیر علی کی طرف اشارہ کرتا ہے)

امیر علی: حضور یہ جھوٹ بولتا ہے، میں اپنی گٹھری کیوں چُرانے لگا۔

(ہادی سے مخاطب ہو کر) تم بولتے کیوں نہیں خاموش کیوں ہو؟

مہاراجہ: (انصار سے مخاطب ہو کر) گٹھری انھوں نے چُرائی تھی تو تمھارے پاس کیسے پہنچ گئی؟

انصار: حضور، رات کو میں ان مسافروں کو کھانا اور چراغ دینے کے بعد گھر جا کر سو گیا۔ آدھی رات کے وقت میری آنکھ کھلی تو خیال آیا کہ سرائے جا کر دیکھوں کہ مسافر کس حال میں ہیں جیسے ہی سرائے کے پاس پہنچا تو دیکھتا کیا ہوں کہ یہ آدمی سر پر گٹھری رکھے



سرائے کے پیچھے جارہا ہے۔ میں اس کا تعاقب کرتا ہُوا وہاں گیا۔ سرائے کے پیچھے پہنچ کر اس نے گٹھری ایک ٹوٹی ہوئی قبر میں رکھ دی اور واپس آ کر اپنے ساتھی کے پاس لیٹ گیا۔ میں نے سوچا کہ شاید یہ آدمی اپنی گٹھری کو زیادہ حفاظت سے رکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا میں خاموشی کے ساتھ وہاں سے واپس چلا گیا------- صبح جب میری آنکھ کھلی تو ان لوگوں کے لیے ناشتہ لے کر سرائے پہنچا لیکن ان کو وہاں موجود نہ پا کر مجھے حیرت ہوئی۔ میں قبر کے پاس گیا، گٹھری قبر میں رکھی ہوئی تھی۔ میں نے سوچا یہ گٹھری شاہی مال خانے میں جمع کر دوں۔ اسی لیے لے آیا ہوں، میری نیت بالکل صاف ہے مہاراج۔

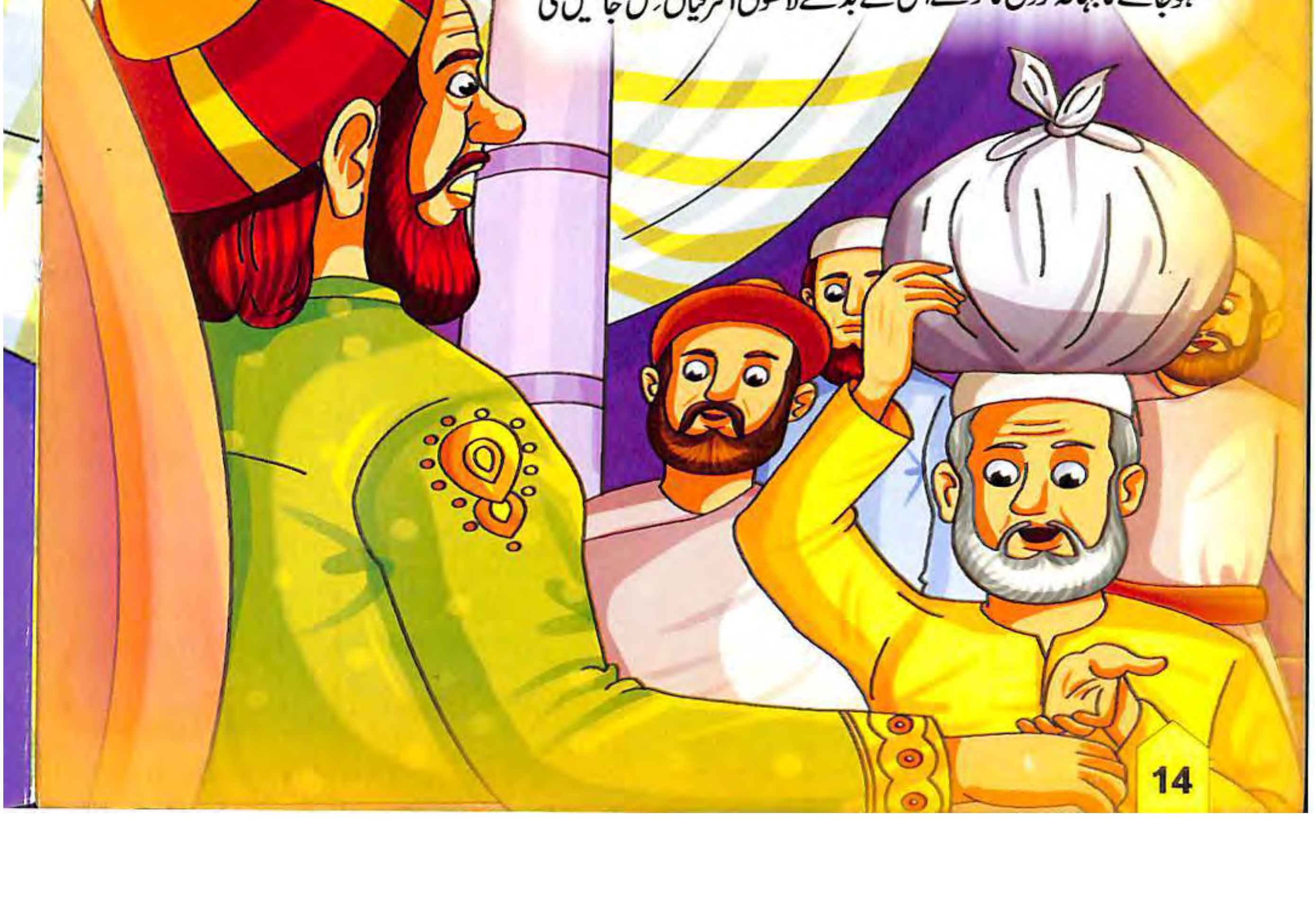
مہاراجہ: ہوں ------- تو گٹھری خود اس نے چُرائی تھی؟

(مہاراجہ امیر علی کی طرف غور سے دیکھتا ہے امیر علی گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھتا ہے جیسے بھاگنا چاہتا ہو۔)

با۔ن۔: (امیر علی کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھ کر) تو گٹھری تم نے چُرائی تھی۔

مہاراجہ: میں جاننا چاہتا ہوں کہ تم نے گٹھری کیوں چُرائی تھی؟

امیر علی: حضور! اس اجنبی نے مجھے بتایا تھا کہ آپ بڑے نیک دل اور انصاف پسند انسان ہیں اور یہ کہ اگر تمھاری دمڑی کا بھی نقصان ہوگا تو وہ اس کے بدلے میں تم کو ہزاروں اشرفیاں دے دیں گے۔ میں نے سوچا کہ اگر گٹھری چوری ہو جانے کا بہانہ کروں گا تو مجھے اس کے بدلے لاکھوں اشرفیاں مل جائیں گی



اور بعد میں گٹھری بھی میری ہوجائے گی۔ بس اس لیے میں نے گٹھری چُھپادی تھی۔

امیر علی: بڑے چالاک آدمی معلوم ہوتے ہو۔ ہماری ریاست میں اس سے پہلے کسی نے کوئی جُرم نہیں کیا تھا آج تم نے یہ مکّاری کر کے ہمیں شرمندہ کر دیا، اب تم دربار کے باہر اس وقت تک اُلٹے لٹکے رہو گے جب تک تمھارے بدن کا سارا گوشت چیل کوّے نہیں کھا لیتے۔

امیر علی: (گڑگڑا کر) حضور، اب ایسی غلطی کبھی نہیں کروں گا، میں شرمندہ ہوں مجھے معاف کر دیجیے۔

مہاراجہ: (دربار میں موجود تمام لوگوں سے مخاطب ہوکر) آپ لوگوں کا کیا خیال ہے، اسے سزا ملنی چاہیے؟

سب لوگ: ملنی چاہیے مہاراج، ضرور ملنی چاہیے۔

مہاراجہ: (انصار سے مخاطب ہوکر) تمھارا کیا خیال ہے؟

انصار: مہاراج! غلطی تو انسان سے ہی ہوتی ہے۔ اب یہ شرمندہ ہے اور معافی مانگ رہا ہے تو معاف کر دینا ہی چاہیے۔

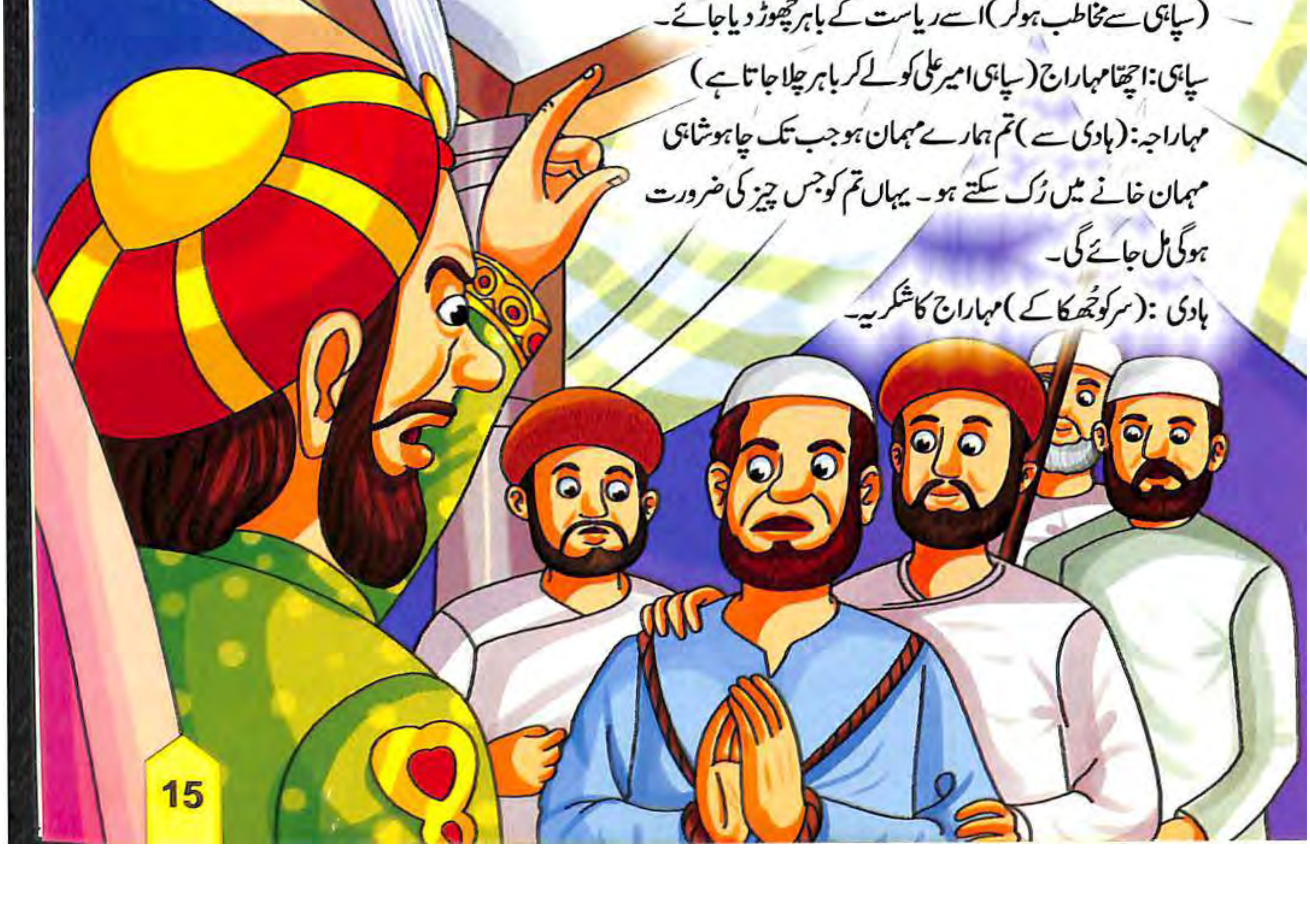
مہاراجہ: ہوں (امیر علی سے مخاطب ہوکر) ایک نیک انسان تمھاری سفارش کر رہا ہے اس لیے معاف کیے دیتا ہوں۔ اب تم گٹھری سے اپنا سامان نکال لو اور میری ریاست سے باہر چلے جاؤ، آئندہ کبھی ادھر کا رُخ مت کرنا میری ریاست میں مکّار لوگوں کے لیے کوئی جگہ نہیں۔

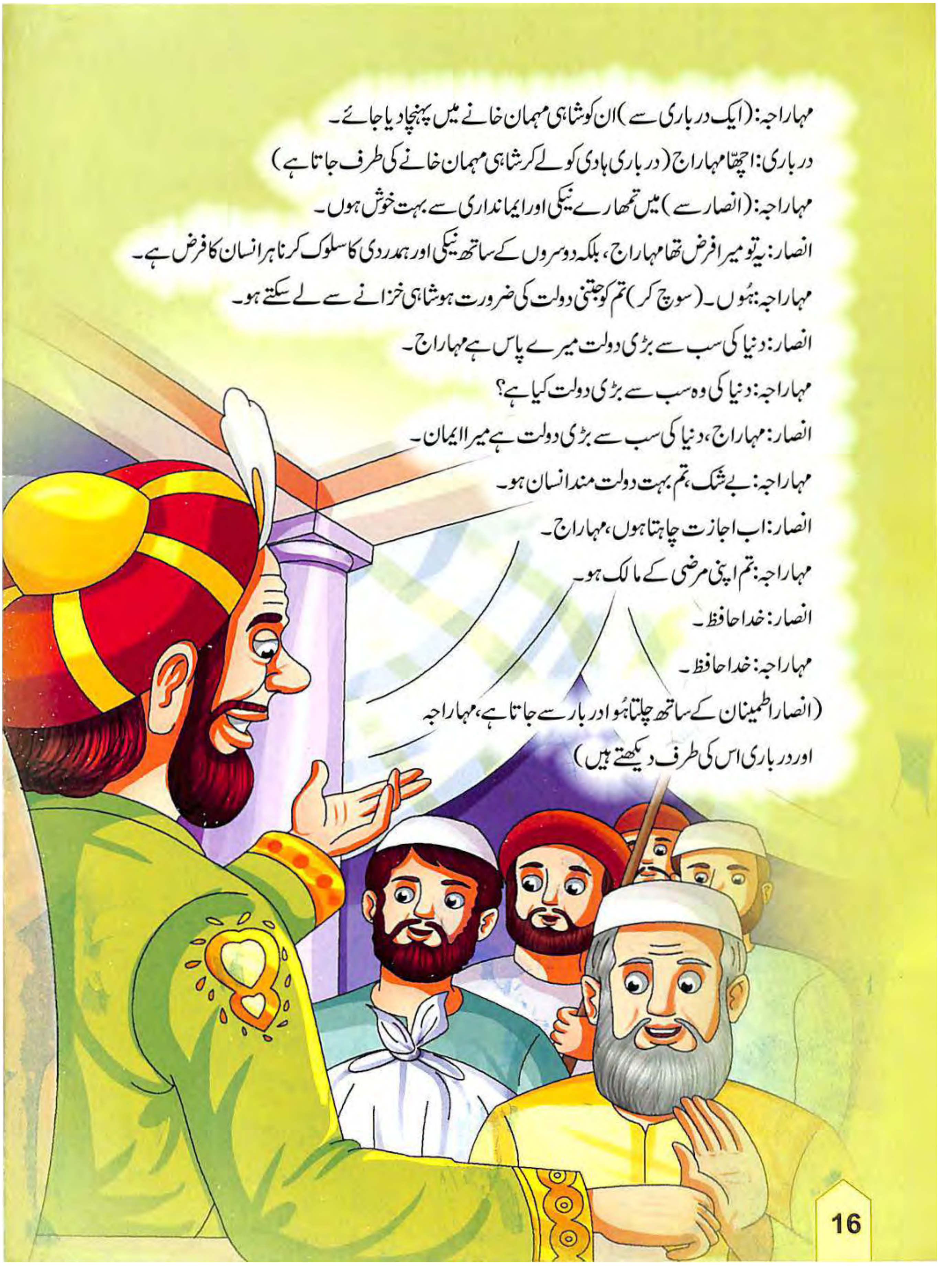
(سپاہی سے مخاطب ہوکر) اسے ریاست کے باہر چھوڑ دیا جائے۔

سپاہی: اچھا مہاراج (سپاہی امیر علی کو لے کر باہر چلا جاتا ہے)

مہاراجہ: (ہادی سے) تم ہمارے مہمان ہو جب تک چاہو شاہی مہمان خانے میں رُک سکتے ہو۔ یہاں تم کو جس چیز کی ضرورت ہوگی مل جائے گی۔

ہادی: (سر کو جُھکا کے) مہاراج کا شکریہ۔





مہاراجہ: (ایک درباری سے) ان کو شاہی مہمان خانے میں پہنچا دیا جائے۔

درباری: اچھّا مہاراج (درباری ہادی کو لے کر شاہی مہمان خانے کی طرف جاتا ہے)

مہاراجہ: (انصار سے) میں تمھارے نیکی اور ایمانداری سے بہت خوش ہوں۔

انصار: یہ تو میرا فرض تھا مہاراج، بلکہ دوسروں کے ساتھ نیکی اور ہمدردی کا سلوک کرنا ہر انسان کا فرض ہے۔

مہاراجہ: ہُوں۔ (سوچ کر) تم کو جتنی دولت کی ضرورت ہو شاہی خزانے سے لے سکتے ہو۔

انصار: دنیا کی سب سے بڑی دولت میرے پاس ہے مہاراج۔

مہاراجہ: دنیا کی وہ سب سے بڑی دولت کیا ہے؟

انصار: مہاراج، دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے میرا ایمان۔

مہاراجہ: بے شک، تم بہت دولت مند انسان ہو۔

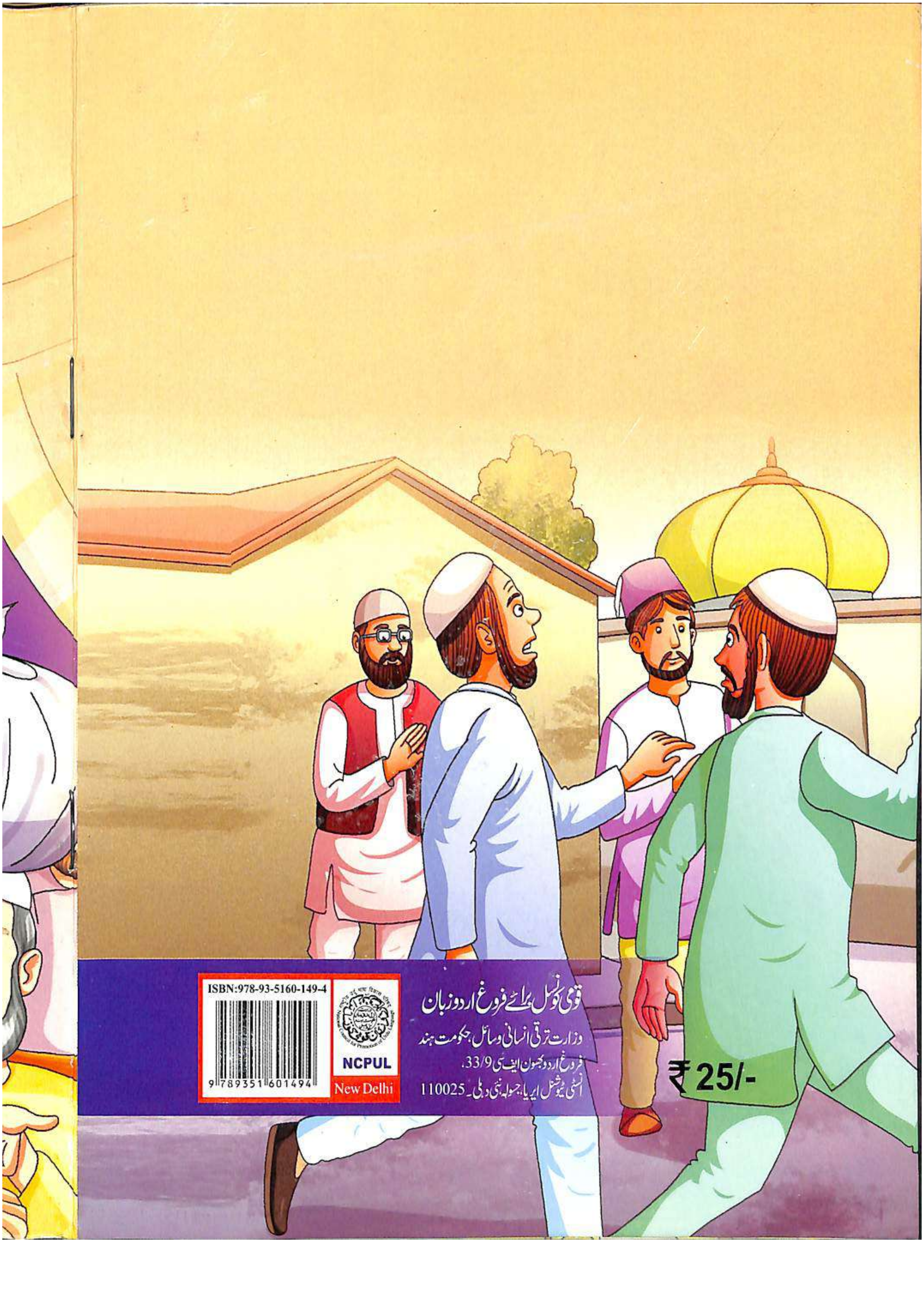
انصار: اب اجازت چاہتا ہوں، مہاراج۔

مہاراجہ: تم اپنی مرضی کے مالک ہو۔

انصار: خدا حافظ۔

مہاراجہ: خدا حافظ۔

(انصار اطمینان کے ساتھ چلتا ہُوا دربار سے جاتا ہے، مہاراجہ اور درباری اس کی طرف دیکھتے ہیں)



ISBN:978-93-5160-149-4
9 789351 601494
NCPUL
New Delhi
قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند
فروغ اردو بھون ایف سی 33/9،
انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی۔ 110025

₹ 25/-